www.emarsiya.com

مرثیہ

جب ابنِ بوتراب بروئے زمیں گرا
بے دست ہو کے خاک پہ وہ مہ جبیں گرا
اور ہاتھ اک طرف علمِ شہ کہیں گرا
چلائی فاطمہ کہ مرا نازنیں گرا

کہتا ہے کوئی دم میں سر اس نوجوان کا
مٹتا ہے اب نشان علیؑ کے نشان کا

سنتے ہی اس صدا کے شہنشاہِ بحر و بر
دوڑے گرے اٹھے نہ سنبھالا گیا جگر
کانپے جو پاؤں تھام لیا بازوئے پسر
چلاتے تھے کہو علی اکبر چلیں کدھر

مجمع ہٹاؤ فوجِ ستم کا ترائی سے
بیٹا ملا دو جلد مجھے میرے بھائی سے

اکبر اجڑ گیا مرا گھر وا مصیبتا
سیدھی نہ ہوگی اب یہ کمر وا مصیبتا
ہے آج تازہ داغِ پدر وا مصیبتا
کاٹا گیا چھری سے جگر وا مصیبتا

پُرسہ تو دوں نجف کی طرف منہ کو موڑ دو
سر پیٹتا چلوں گا میرے ہاتھ چھوڑ دو

اکبر قریبِ لاش جو لائے حسینؑ کو
عباسِ جاں بلب نظر آئے حسینؑ کو
تڑپا وہ شیرِ حق کے صدائے حسینؑ کو
اکبر نے ہاتھ اٹھا کے دکھائے حسینؑ کو

دو کوہ غم کے دل پہ جو اک بار گر پڑے
پہلو میں لاش کی شہ ابرار گر پڑے

www.emarsiya.com

اک بار غش سے چونک کے عباسِ ذی وقار
اور جاں کنی میں آنکھوں کو کھولا بہ حالِ زار
پوچھا کدھر ہو اے مرے آقائے نامدار
حضرت لپٹ کے بھائی سے بولے کہ میں نثار
صدقے ہیں جاں کنی سے فزوں اس جدائی کے
بھائی کا داغ پوچھے کوئی دل سے بھائی کے

عکس یہ حال دل پہ لگا اور تیرِ غم
روئے لہو کے اشکوں سے عباسِ ذی حشم
اتنا کہا کہ رہ گئے شرمندہ اُس سے ہم
پہنچاتے مشک ہاتھ نہ ہوتے اگر قلم
کچھ بس چلا اجل سے نہ اس بے قصور کا
مجبور ہو گیا یہ حبشی حضور کا

بھائی تمہاری بالی سکینہ جگر فگار
بچوں سے کہہ رہی ہے یہ با چشمِ اشکبار
اک لحظہ اور صبر کرو تم پہ میں نثار
دیکھو کہ جاں بلب ہے مرا بھائی شیر خوار
پیاسی ہوں میں بھی تین دن اور تین رات سے
اب پانی لاتے ہوں گے عمو فرات سے

ہیں کچھ وصیتیں مری اس وقت یا امام
ان میں سے ایک یہ کہ تصدق ہو جب غلام
ساحل سے لاش اُٹھ کے نہ جائے سوئے خیام
جس جا پڑا ہوں قبر کا بھی ہو وہی مقام
مر کے نہ خانہ زاد امام دلیر کا
مسکن رہے ترائی میں حیدر کے شیر کا

www.emarsiya.com

اور دوسری یہ عرض ہے اے شاہ نیک خو
شہزادیاں محل سے نہ نکلیں کشادہ منہ
دیکھیں نہ آکے بالی سکینہؑ میرا لہو
اور ایک مرتے مرتے ہے یہ دل کی آرزو

آئے لحد میں بوئے امامِ زمن مجھے
بخشیں حضور اپنی عبا کا کفن مجھے

سر پیٹ کر یہ کہنے لگے شاہِ بحر و بر
عباس ٹکڑے کرتے ہو کیوں بھائی کا جگر
اچھا نہ لاش اُٹھائیگا یاں سے یہ نوحہ گر
تربت بنے گی آپ کی بے شبہ نہر پر

سچ ہے کہ بہر شیر ترائی ضرور ہے
بھائی مگر تمہاری لحد ہم سے دور ہے

یہ کہہ کے ڈال دی تنِ پُر نور پر عبا
فرمایا اب تو شاد ہوئے تم پہ میں فدا
یہ خلعت اخیر ہے اے میرے دلربا
اسکو بھی لوٹ لیں گے مگر بانیِ جفا

چھن جائیں گی ردائیں بھی اس اژدہام میں
سر ننگے رانڈیں نکلیں گی بلوائے عام میں

یہ سُن کے پائے شاہ کی جانب جھکایا سر
کانپے لہو بھری ہوئی آنکھوں کو کھول کر
ٹپکے مژہ سے خون کے قطرے اِدھر اُدھر
کس یاس سے حسینؑ پہ کی آخری نظر

منکا جری کا ڈھل گیا بھائی کے سامنے
بھائی کا دم نکل گیا بھائی کے سامنے